بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحریکِ نفاذِ فقہ جعفریہ پاکستان

اور

شہید اوّل جناب محمد حسین شاد شورکوٹی رحمت اللہ علیہ

مؤلفہ

پروفیسر سیّد اظہر حسنین کاظمی ایم اے

یکے از مطبوعات انجمن حسینیہ (رجسٹرڈ) ملکوال ضلع گجرات

پیش لفظ

خدائے عزّوجل کالاکھ لاکھ شکر ہے کہ ۲۷ رمئی ۱۹۷۸ء کو فقہ جعفریہ کانفرنس سرگودھا سے جس تحریکِ نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان کی انتہائی نظم وضبط اور وقار و تمکنت سے ابتدا ہوئی تھی وہ ملتِ جعفریہ کے بے پناہ عزم واستقلال کی بدولت اور مشکلات ومصائب کا مقابلہ کرنے کے بعد ۶ رجولائی ۱۹۸۰ء کو اسلام آباد میں اپنے منطقی انجام کو پہنچ گئی فخرِ ملتِ جعفریہ، شہیدِ تحریکِ نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان جناب محمد حسین شاد شہید شور کوٹی رحمت اللہ علیہ کا خون رنگ لایا اور صدرِ پاکستان نے ایک بار پھر تحریری طور پر شیعان پاکستان کا جائز مطالبہ تسلیم کرلیا۔ صدرِ پاکستان نے ۱۵ ستمبر ۱۹۸۰ء تک ترمیمی آرڈیننس جاری کرنے کا وعدہ کیا اور مجھے یقین ہے کہ وہ ایفائے عہد کے وجوب کا احترام کریں گے۔

انجمن حسینیہ (رجسٹرڈ) ملک وال ضلع گجرات زیرِ نظر تیسرا کتابچہ (دستورالعمل - اور - رحمت للعلمین کے بعد) شہیدِ ملّت جعفریہ جناب محمد حسین شاد شورکوٹی علیہ الرحمتہ کے چہلم (پاکستان بھر میں ۲۲ ۸ ۸۳ کو منایا گیا) کے بعد شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے جس میں تحریکِ نفاذِ فقہ جعفریہ پاکستان کی مختصر روداد کے ساتھ ساتھ شہید ملّتِ کے حالاتِ زندگی بھی شائع کئے جا رہے ہیں -

شہداء کا فریضہ دین خداوندی پر جان نثار کرنا اور افراد ملّت کا فرض شہداء کی سیرت و سوانح اور عظیم شوقِ شہادت کی تشہیر سے انہیں زندہ جاوید کا مقام عطا کرنا ہے - جو اقوام اپنے شہداء کی شہادت کی عظمت برقرار رکھنے کی بجائے انہیں فراموش کر دیتی ہیں - وہ صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ جاتی ہیں -

پاکستان کی تمام دینی تنظیموں اور اہل قلم سے اپیل ہے کہ شہیدِ ملت کے حالات زندگی شائع کر کے ملک کے ہر جعفری کو شہید اور تحریکِ نفاذ فقہ جعفریہ

سے مفصل طور پر روشناس کرایا جائے۔

خادمِ ملتِ جعفریہ

پروفیسر سیّد اظہر حسنین کاظمی

(جنرل سیکرٹری انجمن حسینیہ رجسٹرڈ ملک وال)

وناظمِ دفتر تحریکِ نفاذ فقہ جعفریہ

ملک وال ضلع گجرات

(استمبر ۱۹۸۰ء)

maablib.org

بابِ اوّل

تحریکِ نفاذِ فقہ جعفریہ پاکستان

جولائی ۱۹۷۷ء میں جنرل محمد ضیاء الحق نے برسرِ اقتدار آتے ہی ملک میں نظامِ اسلام نافذ کرنے کا اعلان کیا تو مسلمانانِ پاکستان نے مسرت کا اظہار کیا۔ اس مقصد کے حصول کے لئے صدرِ پاکستان نے ریٹائرڈ جسٹس محمد افضل چیمہ کی زیرِ قیادت اسلامی نظریاتی کونسل کی تشکیلِ نو کی۔ معروف اسلامی مکاتیبِ فکر کے نمائندوں کو کونسل میں شامل کیا گیا اور علامہ مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ مجتہد کو شیعہ مکتبِ فکر کی نمائندگی کے لئے نامزد کیا گیا۔ جناب مفتی صاحب قبلہ نے اپنے فرائض کی ادائیگی کا مثبت، علمی اور دلیرانہ مظاہرہ کیا لیکن جب ملک کے بعض حصوں سے صرف فقہ حنفیہ کے نفاذ کو ہی کافی قرار دیا گیا تو امام بارگاہ قصر القائم سرگودھا میں ۲۷، ۲۸ مئی ۱۹۷۹ء کو فقہ جعفریہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس پہلے عظیم اجتماع

نے شیعان پاکستان میں نفاذِ فقہ جعفریہ کا ولولۂ تازہ بیدار کر دیا اور مندرجہ ذیل قرار دادیں منظور ہوئیں۔

۱۔ قرآن و سنّت کی وہی تعبیر ہر اسلامی فرقہ کے نزدیک نفاذِ شریعت کے معاملہ میں قابل قبول ہو گی جو اُس کے نزدیک مسلّم ہے۔

۲۔ اسلام کے دونوں مسلّمہ فرقوں شیعہ اور سُنّی کے پبلک اور پرسنل لا کے اطلاق کو مساوی حیثیت سے قانونی تحفظ دیا جائے

۳۔ اسلامی نظریاتی کونسل میں موجودہ شیعہ نمائندگی ناکافی ہے اس لئے شیعوں کو سُنّی مکتب فکر کے مساوی معقول اور مناسب نمائندگی دی جائے۔

حکومت نے تیسری قرار داد کے جواب میں اسلامی نظریاتی کونسل میں علامہ سیّد محمد رضی صاحب (کراچی) کو نامزد کر کے شیعی نمائندگی میں اضافہ کرنے پر اکتفا کرتے ہوئے نفاذِ فقہ جعفریہ کے مطالبہ کے متعلق چُپ سادھ لی۔ بلکہ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۳۹۹ھ کو حدود و تعزیرات کے قانونی ڈھانچہ کا اعلان کرتے وقت فقہ

جعفریہ کو یکسر نظرانداز کر دیا گیا اور صدر مملکت نے اپنی تقریر میں کہا کہ "یہ قوانین اسلامی نظریاتی کونسل کی متفقہ سفارشات پر نافذ کئے جا رہے ہیں" حالانکہ مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ رکن اسلامی نظریاتی کونسل ابتدا ہی سے ان قوانین سے متفق نہیں تھے۔

مفتی صاحب قبلہ نے لاہور میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے اپنے موقف کی وضاحت کی تو ملتِ جعفریہ میں اضطراب کی لہر دوڑ گئی اور آئی ایس او (امامیہ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن) نے گوجرانوالہ میں کانفرنس منعقد کر کے رد عمل کا اظہار کیا۔

بھکّر کنونشن

بھکّر ضلع میانوالی میں ۱۲، ۱۳ اپریل ۱۹۷۹ء کو شیعان پاکستان کا ایک عدیم المثال کنونشن منعقد ہُوا جس میں ملک کے ہر حصے سے لاکھوں کی تعداد میں شیعانِ حیدر کرار شریک ہوئے اور اس امر کا عہد کیا گیا کہ وہ اپنے لئے فقہ جعفریہ کے علاوہ

کوئی دوسری فقہ ہرگز قبول نہ کریں گے۔ جملہ شیعانِ پاکستان نے اِس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے بالاتفاق علامہ مفتی جعفر حسین صاحب کو قائد منتخب کیا۔ اور تحریکِ نفاذ فقہ جعفریہ کو کامیابی تک جاری رکھنے کے مصمّم ارادہ کا اظہار کیا گیا۔ جناب مفتی صاحب نے اجلاس عام سے خطاب کرتے ہوئے اعلان فرمایا۔

"اگر ۹/۲۰ تک حکومت نے ہمارا مطالبہ تسلیم نہ کیا تو میں اسلامی نظریاتی کونسل سے استعفٰی دیدوں گا"

آخر کار مفتی صاحب کونسل کی رکنیت سے مستعفی ہو گئے اور حکومت کی سرد مہری کے خلاف پوری مِلّت جعفریہ سراپا احتجاج بن گئی۔ ہر فردِ ملت کی زباں پکار اٹھی ——

ہمارا قائد، ہمارا رہبر —— مفتی جعفر، مفتی جعفر
فقہ جعفریہ کا نفاذ —— شیعہ قوم کی ہے آواز

ان حالات میں شعبۂ نشر و اشاعت انجمن حسینیہ (رجسٹرڈ) ملک وال نے راقم الحروف کی مندرجہ ذیل نظم طبع کر کے ملک بھر میں تقسیم کی اور امامیہ مشن پاکستان نے ماہنامہ پیام عمل میں پورے صفحہ پر جلی قلم

سے شائع کی۔

"مجاہدینِ تحریکِ نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان سے خطاب"

سنتِ خیر المللؐ کے پاسبانو، السلام — جعفری فکر و عمل کے پاسبانو، السلام

مذہب آلِ محمدؐ کے سوا کوئی نظام — ہم پہ گر نافذ ہوا تو دور سے اسکو سلام

باقرؑ و جعفرؑ کے شاگردوں کے مذہب کا مقام — کیا ہے؟ جس میں ناروا جائز ہیں اور جائز حرام

کر کے نافذ مذہب آلِ محمدؐ لیں گے دم — مشکلات راہ منزل کا نہیں کوئی الم

توڑ دیں گے ہم تسلط کی ہر اک زنجیر کو — کہ سکوں مل جائے روحِ حضرتِ شبیرؑ کو

خادمانِ مرتضیٰؑ کی راہ میں جو آئیگا — نیست و نابود ہوگا دہر سے مٹ جائیگا

جان دیں گے کہ مقامِ مصطفیٰؐ خطرے میں ہے — جورِ باطل سے نظامِ مرتضیٰؑ خطرے میں ہے

بہرِ دولت پیشِ باطل خم نہیں ہوگی جبیں — ہم کسی سلطان کے ایوارڈ کے بھوکے نہیں

حبِ آلِ مصطفیٰؐ کے فیض کا اعجاز ہے — یہ مودت دہر کا سب سے بڑا اعزاز ہے

ہم کسی مودودی و خالد کے شیدائی نہیں — منکرینِ مصطفیٰؐ کی مثل ہر جائی نہیں

کثرت و قلت کی منطق کا نہیں دیں میں مقام — اسکے خالق کی حماقت میں نہیں کوئی کلام

چیر دیں گے بڑھ کے ہم رستے کا ہر کوہِ گراں — مشکلوں پہ غالب آجائیگا عزمِ نوجواں

ہم سرِ نوکِ سناں حق بات کہتے آئے ہیں
نغمہ ہائے حُبِّ حیدر دار پر بھی گائے ہیں

رہنمائے ما خمینی شہرتِ اُو را دوام
آں مجاہد گشت در ایراں ملوکانہ نظام

رہبری میں اُسکی ہوں گے بالیقیں ہم سرخرو
کر کے نافذ مذہبِ آلِ محمدؐ کو بہ کو

پرچمِ آلِ محمدؐ دہر میں لہرائیں گے
حاکمانِ دہر حق کے سامنے جھک جائیں گے

سید الشہداء کے دیوانوں کو اظہر کا سلام
حیدرؑ و زہراؑ کے دربانوں کو اظہر کا سلام

۱۵ر مئی ۱۹۷۹ء کو حکومت نے قبلہ مفتی صاحب کو گفت و شنید کے لئے طلب کیا۔ مذاکرات کے بعد صدر پاکستان نے اعلان کیا۔ "کسی فرقہ کا عقیدہ، نظریہ اور فقہ کسی دوسرے فرقہ پر مسلط نہیں کی جائے گی" اس یقین دہانی کا اخبارات اور سرکاری ذرائع ابلاغ کے ذریعے بار بار اعلان کیا گیا۔ ۹ر مئی ۱۹۷۹ء کو کراچی کانفرنس میں بھی صدر پاکستان نے اپنے وعدہ کا واضح الفاظ میں اعادہ کیا تھا۔ قائدِ ملت جعفریہ نے اپنے رفقائے کار کے ہمراہ ملک کے طول و عرض

کا طوفانی دورہ کیا (اور ۲۲ جون ۱۹۷۹ء کو راقم الحروف کی دعوت پر ملک وال تشریف لاکر عوام الناس سے خطاب فرمایا) قوم کو منظم اور متحد رہنے کی ہدایت فرمائی جس پر قوم نے آپ کے ایک اشارے پر ہر قربانی دینے کا عزم بالجزم ظاہر کیا۔

اِس کے بعد علمائے کرام، ذاکرینِ عظام، مقررین اور شعرا حضرات نے مجالس اور جلسوں میں تحریک کو پروان چڑھایا اور اِس غلط فہمی کا ازالہ کیا گیا کہ نفاذِ فقہ جعفریہ سے ملک میں فرقہ وارانہ فضا پیدا ہو گی (حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ایک فقہ دوسری فقہ کے مقلدین پر مسلّط کرنے سے فرقہ وارانہ فضا پیدا ہوا کرتی ہے) ملک میں شیعہ اور سنّی مکاتیبِ فکر کی دونوں فقہوں کے مطابق تقسیمِ برصغیر سے پہلے سے قانونِ وراثت نافذ ہے اور اتحاد بین المسلمین مجروح کرنے کا کبھی بھی باعث نہیں ہوا۔

ملک بھر میں تحریکِ نفاذ فقہ جعفریہ کو کامیاب بنانے کے لئے جلسوں، جلوسوں اور ریزولیشن پاس کرنے کا لامتناہی سلسلہ چل نکلا

لیکن حکومت نے حدود و تعزیرات آرڈیننس میں ترمیم نہ کی۔ آخر حکومت نے بعض غیر مؤثر شیعہ افراد کا تعاون حاصل کیا اور انہیں چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل کے ہمراہ ایران و عراق کے مجتہدین عظام کی خدمت میں بھیج کر اپنا مقصد حاصل کرنا چاہا۔ لیکن مراجع عظام نے مفتی جعفر حسین صاحب کے موقف کو درست قرار دیا۔ جس سے یہ غیر نمائندہ حضرات بالکل ہی غیر مؤثر ہو کر رہ گئے۔

بعض مقامات پر قبلہ مفتی صاحب کی نرم پالیسی سے اختلاف کیا گیا۔ لیکن مفتی صاحب نے پُر امن بقائے باہمی کی فضا میں مدبرانہ حکمتِ عملی اور افہام و تفہیم سے مطالبہ منوانے پر ہی اصرار کیا تاکہ ملتِ جعفریہ کی وجہ سے ملک کے موجودہ مسائل میں اضافہ نہ ہو۔ حکومت نے پھر بھی ملک کے معزز اور امن پسند شیعانِ پاکستان کے مطالبہ کو کوئی اہمیت نہ دی۔

ملتِ جعفریہ نے آخر مجبور ہو کر کسی فیصلہ پر پہنچنے کا فیصلہ کر لیا اور ۱۳/۸/۸۱ کو سرگودھا میں سپریم کونسل اور مشاورتی کونسل کا ایک

مشترکہ اجلاس طلب کر لیا گیا جس میں یہ فیصلہ ہوا کہ اگر صدرِ مملکت نے اپنے اعلان میں فقہ جعفریہ کو نظر انداز کیا تو دو ہفتہ کے اندر دونوں کونسلیں اجلاس طلب کر کے اپنی قسمت کا خود فیصلہ کریں گی اور ملک میں بطور شیعہ زندگی بسر کرنے کا لائحۂ عمل مرتب کیا جائیگا۔ بعد میں اجلاس عام سے خطاب کرتے ہوئے جناب مفتی صاحب نے جوشش باہوش کو مدنظر رکھتے ہوئے قوم کو اپنی صفوں میں نظم و ضبط برقرار رکھنے کی تلقین کی۔ اس فیصلہ کے اعلان کے بعد صدر مملکت نے ملتان میں ایک پریس کانفرنس میں اعلان کیا کہ "عشر اور زکوٰۃ آرڈیننس میں ہر مکتبِ فکر کے نظریات کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے" حالانکہ ۲۰ر جون ۱۹۸۰ء کو اِس اعلان کی حقیقت سب پر واضح ہو گئی جب صدرِ مملکت نے مرکزی جامع مسجد اسلام آباد میں زکوٰۃ و عشر کے نفاذ کا اعلان کرتے ہوئے شیعہ نقطہ نظر کو ایک بار پھر وعدوں کے باوجود نظر انداز کر دیا۔ جس سے ملّتِ جعفریہ میں فطری ہیجان

پیدا ہو گیا اور مقصد کے حصول کے لئے قوم ایک ولولۂ تازہ سے سرفراز ہوئی۔

زکوٰۃ و عشر کے بارے میں صدر پاکستان کے اس اعلان سے قبل ہیئت علماء امامیہ اسلام آباد کی طرف سے عراقی حکومت کے خلاف (دیگر مظالم کے علاوہ آیت اللہ باقر الصدر اور ان کی عالمہ بہن کو شہید کرنے پر) ۶، ۵ جولائی ۱۹۸۰ء کو احتجاجی کنونشن منعقد کرنے کا اعلان ہو چکا تھا۔ لیکن ۲۰ رجون کے اعلان کے بعد یہ کنونشن فقہ جعفریہ کنونشن میں منتقل ہو گیا جس میں جناب مفتی صاحب کی ہدایت پر ملک کے ہر حصہ سے شرکت کی تیاریاں شروع ہو گئیں مورخہ ۳۰ جون، یکم جولائی ۱۹۸۰ء کو مدرسہ آیت الحکیم راولپنڈی میں سپریم کونسل اور مشاورتی کونسل کا مشترکہ اجلاس منعقد ہوا جس میں فیصلہ ہوا کہ جناب مفتی صاحب کی زیرِ سرپرستی یہ کنونشن انعقاد پذیر ہوگا۔ جناب مفتی صاحب نے عدم تشدد کی پالیسی پر گامزن رہتے ہوئے معزز علمائے کرام پر مشتمل پر امن جلوس نکالنے کا حکم دیا

اور بصورتِ دیگر راست اقدام کے لئے ایک بارہ رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی۔ اِس طرح سرگودھا سے مئی ۱۹۷۸ء کی چلی ہوئی یہ تحریک اب اپنے منطقی انجام تک پہنچ گئی۔ سپریم کونسل، مشاورتی کونسل کے اراکین کے علاوہ ملک بھر سے امامیہ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کے مجاہدین قومی کارکن، علمائے کرام اور ذاکرین و مقررین اسلام آباد پہنچ رہے تھے۔ اور کنونشن کے انتظامات پوری سُرعت سے ہو رہے تھے۔

۲ر جولائی ۱۹۸۰ء کو صدرِ مملکت نے جناب مفتی صاحب کو ملاقات کی دعوت دی چنانچہ ۸ بجے شب دو گھنٹے تک طویل گفتگو ہوتی رہی۔ صدرِ پاکستان نے شیعہ کنونشن اسلام آباد کی بجائے لیاقت باغ راولپنڈی میں منعقد کرنے کا مشورہ دیا۔ جسے جناب مفتی صاحب نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ لیاقت باغ کنونشن کے لئے ناکافی جگہ ہونے کے علاوہ ایسا مقام تھا جہاں ناپسندیدہ اور کالعدم سیاسی عناصر کے جلسہ میں شریک ہونے کے قوی امکانات تھے اور اسلام آباد میں ایسا ہونے کی توقع نہیں تھی۔ ۳ر جولائی ۱۹۸۰ء کو

قائدِ ملت اپنے معزز ساتھیوں کے ساتھ مسجد اثنا عشری اسلام آباد میں پہنچ گئے۔

لال کوارٹرز کے وسیع و عریض ہاکی گراؤنڈ میں پنڈال تیاری کے مراحل تیار کر رہا تھا۔ آئی ایس او کے تعلیم یافتہ نوجوان، ہیئتِ علمائے امامیہ کے اراکین اور دیگر قومی اداروں کے ورکرز نے جلسہ گاہ کو تھوڑے سے وقت میں ہی جملہ ضروریات کا کفیل بنا دیا تھا۔

آل پاکستان شیعہ کنونشن

۵ر جولائی ۱۹۸۰ء کو ملک کے کونے کونے سے کارواں در کارواں شیعانِ علیؑ اسلام آباد پہنچنے شروع ہو گئے۔ بلوچستان، سرحد، پنجاب سندھ، آزاد قبائل اور شمالی علاقہ جات سے تشریف لانے والے مذہبِ حقّہ کے جاں نثاروں سے پنڈال چھلک رہا تھا جو اپنے قائد و رہنما مفتی جعفر حسین صاحب کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے مذہبی حقوق کو منوانے کے لئے گھروں سے اسلام آباد کا رُخ کئے

ہوئے تھے۔ تمام علمائے کرام اور مقررین سٹیج کے گرد فرشِ خاک پر تشریف فرما تھے۔ بلند مگر مختصر سی سٹیج صرف سیکرٹری اور مقررین کے لئے بنائی گئی تھی۔ قائدِ ملّت جعفریہ سٹیج پہ رونق افروز ہوئے تو تمام حاضرین احتراماً سروقد کھڑے ہو گئے اور فضا

"ایک ہی قائد ایک ہی رہبر
مفتی جعفر، مفتی جعفر"

کے فلک شگاف نعروں سے گونجنے لگی۔

کنونشن کا آغاز تلاوت قرآن حکیم سے ہوا۔ مقررین حضرات دو دن تقاریر فرماتے رہے اور قوم قربانی دینے کا عہد دہراتی رہی، شعرائے کرام بھی اپنا اپنا کلام پیش کرتے رہے راقم الحروف نے مندرجہ ذیل نظم کنونشن کے لئے خصوصی طور پہ تحریر کی تھی

میثاقِ شیعانِ پاکستان

اسلام آباد
۵ر جولائی ۱۹۸۰ء

اے امیر المومنینؑ کے جاں نثارو، السلام — مذہبِ آلِ عبا کے رازدارو، السلام
آ رہی ہے کربلا کے لالہ زاروں سے صدا — "ہو مطراب شہیدوں کے لہو سے یہ فضا

پرچمِ شبیرؑ ہو سایہ فگن، لب پر علیؑ — قلزمِ خوں پار کر جاؤ بہ اعجازِ ولیؑ
قوتِ طاغوت و باطل سے سدا ٹکرائیں گے — مثلِ میثمؑ خم نہیں ہوگی جبیں، مر جائیں گے
دار و زنداں سے ہی ملتی ہے حیاتِ جاوداں — سیرتِ سجادؑ و اکبرؑ ہے امیرِ کارواں
چار سو خونِ شہیداں کی ضیا پھیلائیں گے — اور یزیدی قوتوں کے سامنے ڈٹ جائیں گے
پرچمِ شبیرؑ لہرانا ہے مقصودِ حیات — یہ ہے سامانِ رہِ عقبیٰ، متاعِ کائنات
گوش وا کر کے یزیدی قوتو! سن لو پیام — سر کٹا کر بھی نہ مانیں گے یہ باطل کا نظام
جان دیکر ہم بچالیں گے نظامِ مرتضیٰؑ — ہم نہیں مجروح کرنے دیں گے نامِ مصطفیٰؐ
ذوالفقارِ حیدری کی کاٹ بن کر دہر میں — خون نچوڑیں گے رگِ باطل کا ہم اس شہر میں
قوتِ بازو سے ہر زنجیرِ باطل توڑ کر — موت کو ماریں گے ہم حالات کا رخ موڑ کر

جاں بکف اظہر کفن بر دوش، لب پر یا علیؑ
آئے ہیں سرشارِ جذبۂ شہادت جعفری

---

۵ جولائی کو گیارہ بجے دِن پانچ صد علمائے کرام پر مشتمل جلوس برآمد ہوا جو قائدِ ملت کی سربراہی میں وزارتِ مذہبی امور پہنچا۔ جلوس کی

روانگی کے بعد اجلاس کی کارروائی پورے نظم وضبط سے جاری رہی اور عوام جلوس کے مذاکرات کے نتائج کے منتظر رہے۔ صدر مملکت کے کھاریاں چلے جانے کی وجہ سے نفاذ فقہ جعفریہ کی یاداشت محمود اے ہارون وزیر مذہبی امور کے حوالے کی گئی۔ وزیر موصوف نے صدر پاکستان سے ملاقات اور یاداشت کا جواب دینے کے لئے مہلت مانگی علمائے کرام نے جلسہ گاہ میں واپس آکر حاضرین کو حالات سے آگاہ فرمایا کئی گھنٹے انتظار کیا گیا لیکن حکومت کی طرف سے کوئی جواب موصول نہ ہوا۔ عوام نے قائدِ ملت کے حکم پر بڑے نظم وضبط سے اپنے اپنے مقامی قائد کے پیچھے کارواں در کارواں) جلوس نکالا جو کئی میلوں میں جلسہ گاہ سے مرکزی سیکرٹریٹ تک ایک سیلاب کی صورت میں دکھائی دے رہا تھا۔ یہ عظیم جلوس خالص مذہبی جذبات کا آئینہ دار اور مثالی شاہکار تھا۔ قائدِ ملت اور علمائے کرام جلوس کا ہراول دستہ تھا۔ ان کے پیچھے فدایان اسلام کا سیلاب موجزن تھا۔

آئی ایس او کے رضاکار اور قومی کارکن جلوس کے مختلف حصوں

میں پھیلے ہوئے تھے تاکہ نظم وضبط برقرار رکھا جا سکے۔

جب یہ جلوس پورے ولولۂ شہادت اور وقار و تمکنت سے سوئے منزل جادہ پیما ہُوا تو پولیس نے روکنے کی کوشش کی اور اشک آور گیس کے شیل دھڑا دھڑ پھینکنے شروع کر دیئے لیکن شرکائے جلوس کے عزم میں سرِ مُو فرق نہ آیا۔ مظاہرین نعرے لگاتے ہوئے آنسو گیس کی شدت کا مقابلہ کرتے آگے بڑھتے رہے۔ اتنے میں ایک شیل جناب محمد حسین شاد آف شورکوٹ ضلع جھنگ کے سر پر لگا اور وہ درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ شہید کے مکمل حالاتِ زندگی اسی کتابچے کے آخر میں شریکِ اشاعت کیے جا رہے ہیں۔ اگرچہ جلوس میں غم و غصّہ کی لہر دوڑ چکی تھی لیکن ناظمینِ جلوس نے صبر و تحمل کی تلقین کر کے نظم وضبط قائم رکھا۔ جلوس اپنی منزلِ مقصود کی طرف بڑھتا ہی چلا گیا۔ راستہ میں ہر موڑ اور کراسنگ پر پولیس اشک آور گیس کے شیل برساتی رہی۔ کئی مومنین زخمی بھی ہوئے لیکن مظاہرین نے اسے کوئی اہمیت نہ دی۔ ایمبسی روڈ پر واقع مکانات کے

مکینوں نے شرکائے جلوس کے لئے پانی مہیا کرنے کا شاندار انتظام کیا
آخر جلوس تمام مشکلات اور پولیس کی مزاحمت کے باوجود اپنی منزل
پر پہنچ گیا۔ جہاں پانی کی کمی اور منظاہرین کی علاقہ سے عدم واقفیت
کی وجہ سے اکثر مومنین نے تیمم کرکے نماز مغربین ادا کی۔ اب شرکائے
جلوس حکومت پاکستان کے وسیع وعریض مرکزی سیکرٹریٹ کے سامنے
اس عزم بالجزم کے ساتھ دھرنا مار کر بیٹھ گئے کہ وہ اپنا حق حاصل
کئے بغیر یہاں سے نہیں ہلیں گے۔ پاک فوج کے افسروں اور جوانوں
نے ہر موقعہ پر شرکائے جلوس سے شریفانہ اور برادرانہ برتاؤ کیا
اور یہ ثابت کیا کہ فوج کا فرض ملک کا تحفظ اور سرحدوں کا دفاع
ہے پاکستانیوں پر گولی چلانا نہیں۔ منظاہرین نے رات جاگ کر تسبیح
و تہلیل اور ذکر و نوحہ خوانی میں گزاری۔ رات کے وقت اور ۶
صبح کو طوفانِ باد و باراں میں منظاہرین لاکھوں کی تعداد میں اللہ
یا رسول اللہ اور یا علی کے فلک شگاف نعروں سے اپنی بیداری کا
ثبوت دے رہے تھے رات (۵، ۶ جولائی کی درمیانی) اپنا سفر

طے کر رہی تھی کہ ۲½ بجے شب اعلان کیا گیا کہ فخر ملت جناب محمد حسین شاد علیہ الرحمۃ کا جنازہ لایا جا رہا ہے۔ سرکار علامہ مفتی جعفر حسین قبلہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور سرکاری ہیلی کاپٹر کے ذریعے پیکرِ شہید شور کوٹ روانہ کر دیا گیا۔ بارش پھر شروع ہو گئی۔ کچھ دیر کے بعد تھمی تو اذانِ فجر سے مرکزی سیکرٹریٹ کی وادی گونج اٹھی۔ عمارت کے ہر طرف باجماعت نمازِ فجر اور تسبیح و تہلیل کی فضا قابلِ دید تھی مہرِ فلک نے آنکھ کھولی۔ ۶ جولائی کو سیکرٹریٹ کے ملازمین گھروں سے نکلے لیکن دفاتر تک پہنچنے میں ناکام رہے یوں دکھائی دیتا تھا کہ مرکزی سیکرٹریٹ میں نفاذِ فقہ جعفریہ کے سلسلے میں تعطیل ہے

پابندیاں :- پانی کی گاڑیاں روک دی گئیں۔ لیکن خدا نے بارانِ رحمت برسا کر اپنے بندوں کی پیاس بجھائی۔ اشیائے خورد و نوش کی فراہمی بند کر دی گئی۔ مظاہرین جہاں جہاں موجود تھے اُن کے آس پاس خاردار تار لگا دیئے گئے جملہ راستے بند کر دیئے گئے اور مظاہرین کو ہراساں کرنے کی پوری کوشش کی گئی۔ بیرونِ

اسلام آباد سے تشریف لانے والے مزید مظاہرین کو باہر ہی روک دیا گیا۔ یہ تمام پابندیاں بھی مجاہدین کے بے پناہ عزم واستقلال اور شوقِ شہادت کو سرِ مو متزلزل نہ کر سکیں۔ جس قوم کے سامنے واقعاتِ کربلا و دمشق ہوں۔ اُسے ہراساں کرنا ممکن نہیں۔

مذاکرات:۔ ۶ جولائی کو مفتی جعفر حسین صاحب پانچ ارکان کا وفد لیکر چیف مارشل لا ایڈ منسٹریٹر کے سیکرٹریٹ تشریف لے گئے اور کم و بیش ۱۲ گھنٹے کے طویل مذاکرات کے بعد مندرجہ ذیل فارمولا طے پایا۔

Rawalpindi.
July 6, 1980.

At the invitation of the President General Mohammad Zia-ul-Haq, a delegation of Shia Leaders headed by Mufti Jaffar Hussain met him at C M.L.A.'S Secretariat here today.

The other members of the delegation were Maulana Syed Gulab Shah, Maulana Syed Safder Hussain Najfi, Lt. Col (Retd) Syed Fida Hussain Naqvi and Syed Shabbir Hussain Advocate.

After hearing the point of view of the Shia Delegation, the President reiterated his earlier assurance that religious faith of every citizen of Pakistan will be fully respected and Fiqah of one Sect will not be imposed on another Allaying the apprehensions of Shia leaders, the President said that he stood by his earlier commitment to the Shia Community and would take necessary steps to honour it in letter and spirit. The President added that if any law, ordinance or act repugnant to the spirit of his assurance had been enforced, necessary amendments would be made to bring it in line with the point of view of Fiqa Jafaria for the Shias. He

also assured that while framing laws in future, due regard will be given for Fiqa Jafaria for the Shias. Necessary legislation to this effect will be made by 15th September, 1980.

Mufti Jaffar Hussain thanked the President for reiterating his position and promised to advise Shias, gathered at Islamabad, to return to their respective homes.

Sd/-
Mufti Jaffar Hussain

Sd/-
Mr. Mahmud A. Haroon,
Minister for Religious affairs.

maablib.org

ملتِ جعفریہ کے قائدین صدر پاکستان سے مذاکرات میں معروف تھے تو مظاہرین انتہائی نظم وضبط سے اپنی خالص مذہبی تحریک کو کامیاب کرنے کے لئے نماز، درود وصلوات اور نعرہ ہائے تکبیر و رسالت و حیدری لگانے میں منہمک رہے اور تقاریر جاری رہیں۔ جونہی قائدِ ملت واپس مظاہرین میں تشریف لائے۔ فضا "ایک ہی قائد ایک ہی رہبر۔ مفتی جعفر، مفتی جعفر" کے نعروں سے گونج اٹھی۔ آپ کے ہاتھ کے ایک اشارے سے فضا میں سکوت طاری ہوگیا۔ تلاوتِ قرآن حکیم کے بعد قائدِ ملت نے شیعانِ پاکستان کو ان کی شاندار کامیابی پر مبارکباد دی۔

جناب محمد حسین شاد شہید کو ان کے جذبۂ شہادت پر خراجِ تحسین پیش کیا۔ حاضرینِ کنونشن کا شکریہ ادا کیا اور رات دس بجے مظاہرین کو واپس جانے کی ہدایت فرمائی تاکہ مظاہرین اپنے اپنے علاقوں میں جاکر افرادِ قوم کو حالات سے آگاہ کریں

۱۱ر جولائی ۱۹۸۰ء کو قائدِ ملت نے سپریم کونسل اور

مشاورتی کونسل کے بعض ارکین کے ہمراہ شورکوٹ جاکر شہید محمد حسین شاد علیہ الرحمۃ کی قبر مبارک پر حاضری دی۔ پھولوں کی چادر چڑھائی اور فاتحہ خوانی کی۔ امام بارگاہ میں اجہاں شہید زیرِ علم حضرت عباس علیہ السلام مدفون ہیں) مختصر سی تقریبِ تعزیت منعقد ہوئی۔ جس میں سرکار علامہ قائدِ ملت نے "شہادت" کے موضوع پر تقریر فرماتے ہوئے اعلان کیا کہ ــ

شہید کی یاد میں قرآن خوانی اور مجالس عزا کا اہتمام مورخہ ۲۲ر اگست ۱۹۸۰ء کو پورے ملک میں کیا جائے"۔

(ملتِ جعفریہ نے ملک بھر میں شہید کا چہلم ۲۲ر اگست ۱۹۸۰ء کو پوری عقیدت اور شاندار نظم ونسق سے منایا۔ ملک وال میں بھی ایک عظیم مجلس عزا میں شہید کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا جو انجمن حسینیہ (رجسٹرڈ) ملک وال اور تحریکِ نفاذ فقہ جعفریہ ملک وال کے زیر اہتمام منعقد ہوئی اور ناظم اعلیٰ کے فرائض راقم الحروف نے انجام دیے)

خدائے رحمٰن ورحیم شہید کے درجاتِ رفیعہ کو اور بلند فرمائے اور

انہیں مخصوص غلامانِ شہزادہ علی اکبر علیہ السلام میں شامل فرمائے آمین
(مرکزی دفترِ تحریک، گوجرانوالہ کے خبرنامہ کی تلخیص)

راقم الحروف نے ۱۲ جولائی ۱۹۸۰ء کو شہید کی قبر پہ حاضری دی انجمن حسینیہ (رجسٹرڈ) ملک وال ضلع گجرات کی طرف سے مومنین ملک وال کے جذبات کی ترجمانی کی۔ حقیر سا مالی نذرانہ (شہید کے مہمانوں کی تواضع کی خاطر) بھی انجمن کی طرف سے پیش کیا گیا جو برادرانِ شہید نے میرے انتہائی اصرار بلکہ دردمندانہ درخواست پر بڑی مشکل سے قبول فرمایا جس پر اراکینِ انجمن اُن کے ممنون ہیں۔ شورکوٹ کے ایک مقامی فوٹوگرافر (جو سیّد، محبِ آلِ محمدؐ اور شہید کے دوست ہیں) کے تعاون سے شہید کی قبر، رہائشی مکان اور دکان کی تصاویر کھنچوائیں برادرانِ شہید سے شہید کے حالاتِ زندگی معلوم کر کے خاکہ مرتب کیا اور رات ۱۱ بجے شورکوٹ سے ملک وال کے لئے واپس عازمِ سفر ہُوا۔ اسی کتابچے کے باب دوم میں شہید کے حالات بھی شائع کئے

جا رہے ہیں۔

خادمِ ملّت جعفریہ

پروفیسر سید اظہر حسنین کاظمی ایم اے

(جنرل سیکرٹری انجمن حسینیہ رجسٹرڈ ملک وال)

و ناظمِ دفتر تحریکِ نفاذِ فقہ جعفریہ ملک وال

ضلع گجرات

maablib.org

باب دوم

اعلحضرت جناب محمد حسین شاد شہید شورکوٹی

رحمۃ اللہ علیہ و نور اللہ مرقدہٗ کا

تعارف

مولفہ

پروفیسر سید اظہر حسنین کاظمی

ایم اے

mablib.org

نوٹ :- اگلے صفحات پر شہید سے متعلقہ پانچ تصاویر شریکِ اشاعت کی جا رہی ہیں۔ جن کی وضاحت درجِ ذیل ہے۔

۱۔ شہید کی قبل از شہادت یادگار تصویر

۲۔ شہید کی بعد از شہادت تدفین کے موقعہ کی تصویر

۳۔ شہید کی قبر مبارک کی تصاویر

۴۔ شہید کے رہائشی مکان کی تصویر

۵۔ شہید کی دکان (زرگری) کی تصویر

maablib.org

۳

۴

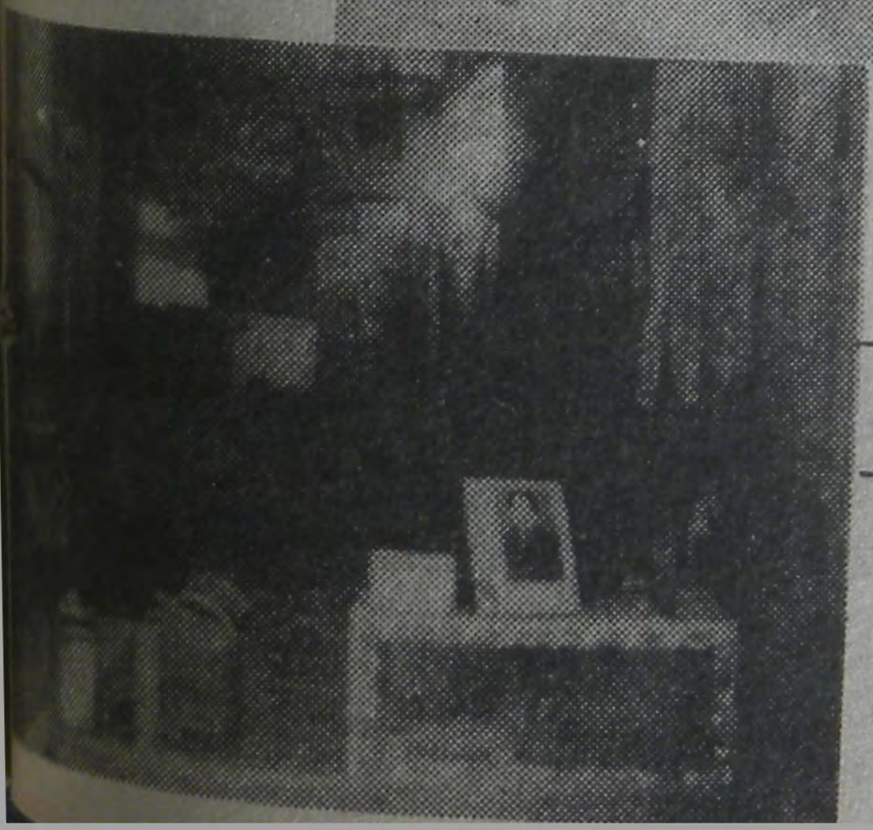

۵

جناب محمد حسین شاد شہید علیہ الرحمۃ کا تعارف

نام ونسب :۔ آپ کا اسم گرامی محمد حسین شاد ہے ۔ والدِ محترم کا نام میاں محمد رمضان مرحوم ہے ۔ تھہیم قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں آپ کے تین بھائی ہیں ۔ جن کا مختصر تعارف حسبِ ذیل ہے ۔

(ا) جناب منظور حسین صاحب سب سے بڑے بھائی ہیں جو زوارِ بلادِ اسلامیہ اور صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں مقامی پرائمری سکول میں معلم ہیں ۔ عزاداری کے مہتمم اور دینی مشاغل کے دلدادہ ہیں ۔

(ب) جناب الطاف حسین جعفری منجھلے برادر ہیں ۔ انکی تعلیم ایم اے (اردو) ایم ایڈ (سیکنڈری) ہے ۔ گورنمنٹ ہائی سکول شورکوٹ شہر میں سیکنڈری سکول ٹیچر (سینئر انگلش ٹیچر) ہیں ۔ نو عمر ہونے کے باوجود صاحبِ ریش اور صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں مسجد اور امام بارگاہ کے خادم اور منتظم ہیں اور دینی مشاغل میں بھرپور اور عملی کردار ادا کر رہے ہیں ۔

ج :- چھوٹے اور تیسرے بھائی رضا حسین ہیں جو میونسپل کمیٹی شورکوٹ

میں شعبۂ فراہمی محصول میں کلرک ہیں۔

عمر مبارک :- مؤلف نے شہید کی میٹرک کی سند کی زیارت

کی۔ سند کے مطابق آپ کی تاریخ پیدائش ۲۵ نومبر ۱۹۵۵ء ہے

آپ نے ۵ جولائی ۱۹۸۰ء کو تقریباً ۲۵ سال کی عمر میں عین عالم شباب

میں شہادت پائی۔

تعلیم :- آپ نے ابتدائی تعلیم شورکوٹ میں ہی حاصل کی۔ ۱۹۷۱

میں گورنمنٹ ہائی سکول شورکوٹ شہر کے طالب علم کی حیثیت سے

ثانوی تعلیم بورڈ سرگودھا سے میٹرک کا امتحان دیا اور زیر رول نمبر

۵۲۵۰۴ درجہ دوم میں $\frac{۵۳۱}{۹۰۰}$ نمبر حاصل کر کے شاندار کامیابی حاصل

مسکونت :- شہید کے خاندان کا آبائی وطن موضع چک مجاہد

تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم ہے۔ قریباً ۲۷ سال پہلے شہید کے

والد محترم جناب میاں محمد رمضان مرحوم چک مجاہد سے ترک سکونت

کر کے شورکوٹ آ گئے تھے۔ شہید نے شورکوٹ کی مردم خیز

سرزمین پر ہی جنم لیا اور اسی کی ایمان پرور فضا میں بچپن اور جوانی کی منازل طے کیں۔

دیگر حالاتِ زندگی:۔ شہید نے ۱۹۷۵ء میں زرگری کا کام شروع کیا (ان کی دکان کی تصویر بھی شامل اشاعت کی جارہی ہے) کاروبار میں ایفائے عہد اور دیانتداری آپ کی سیرت کا نمایاں پہلو تھا۔ دیانت اور قول کا پکا ہونے کی وجہ سے کئی بار کاروبار میں ہزاروں روپے کا نقصان برداشت کیا۔ لیکن ان اوصافِ حمیدہ میں سرِ مو کمی نہ ہوئی۔ آپ ذاتی آمدنی کا ایک حصہ غربا کی امداد پر صرف کرتے تھے۔ دس پندرہ غریب خاندانوں کی باقاعدہ کفالت آپ کا شیوہ تھا۔ دوست پروری اور احباب و اعزا کے غم و مسرت کے مواقع پر باوقار شمولیت کی وجہ سے آپ نمایاں مقام رکھتے تھے شہید عزاداری پر بھی دل کھول کر خرچ کرتے تھے۔ مجالسِ عزا کے اہتمام میں پیش پیش رہتے تھے کوئی قانونی یا انتظامی رکاوٹ ہوتی تو عزاداری کے مسائل میں پولیس اور مقامی انتظامیہ سے بارعب انداز میں گفتگو کرتے اور

نوعمری کے باوجود ایسے مسائل حل کرنے کی پوری اہلیت رکھتے تھے
ابتدائے بلوغت سے ایامِ مجالس میں زنجیرزنی کے بہت شائق تھے
آپ کا ضلع جھنگ کے معروف ترین زنجیرزن ماتمیوں میں شمار ہوتا
تھا۔ شہادت سے چار ماہ قبل سے وہ ہر شب جمعہ کو گھر میں زنانہ
مجلس کا اہتمام کرتے تھے۔ باقاعدگی سے اِس موقع پر نیاز پکاتے
اور بڑے سلیقے سے خود تقسیم فرماتے تھے۔

آپ طبعاً انتہائی ملنسار اور ہنس مکھ تھے۔ ہر وقت رُوئے مبارک
پر ایک فطری مسکراہٹ کھیلتی رہتی تھی۔ جو شہادت کے بعد بھی
تدفین تک چہرے سے نمایاں تھی۔ سر کا بہت زیادہ خون خارج ہونے
کے باوجود چہرہ انتہائی باوقار اور شگفتہ تھا۔ رُوئے انور سے موت کی
بجائے نیند کی کیفیت آشکارا تھی۔ شہید کے اہلِ خانہ تقریباً ایک سال
قبل ان کی شادی کا پروگرام بنا رہے تھے۔ لیکن انہوں نے یہ پروگرام
اِس وقت تک ملتوی کرنے کی درخواست کی جب تک شہید حج
زیارات سے مشرف نہ ہو جائیں۔ شہید نے ۱۹۷۹ء میں اپنا اور اپنی

والدہ محترمہ کا پاسپورٹ بنوالیا تھا۔ لیکن خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا شہید کو مقاماتِ مقدسہ پر حاضری سے پہلے ہی محمد و آلِ محمد علیہم السلام کے خصوصی غلاموں میں شامل ہو کر معصومین علیہم السلام کی زیارت سے براہِ راست مشرف ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔

شورکوٹ سے اسلام آباد روانگی

جونہی قائدِ تحریک نفاذِ فقہ جعفریہ پاکستان کا فرمان شیعانِ پاکستان کو موصول ہوا کہ نفاذِ فقہ جعفریہ کے مقصد کے حصول کے لئے ۴، ۵ جولائی ۱۹۸۰ء کو آل پاکستان شیعہ کنونشن اسلام آباد میں شامل ہوں تو شہید میدانِ جہاد اسلام آباد میں فوراً پہنچنے کے لئے بے تاب ہو گئے۔ ۲ بجے شام کو بارگاہِ حسینؑ شورکوٹ میں زیرِ انتظام انجمن شریکۃ الحسینؑ شورکوٹ (جس کے جنرل سیکرٹری شہید کے برادرِ بزرگ زوّار منظور حسین صاحب ہیں) ایک اجلاس ہوا جس میں شیعہ کنونشن اسلام آباد میں جانے والے حضرات کی فہرست مرتب کی گئی۔ فہرست میں جنرل سیکرٹری صاحب نے شہید کا نام

(گھریلو مصروفیات کی بنا پر) شامل نہ کیا۔ اِس پر شہید سرتا پا احتجاج بن گئے۔ اور فرمایا کہ اگر مجھے کنونشن میں بس پر دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ نہ لے جایا گیا تو میں ان میں سے پہلے بذریعہ ہوائی جہاز اسلام آباد چلا جاؤں گا۔ چنانچہ شام ۸ بجے شہید نے والدہ اور برادر بزرگ کو رضامند کر لیا۔ اور اہلِ خانہ نے انہیں شریک کارواں ہونے کی اجازت دیکر الوداع کیا۔ شہید کی والدہ نے فرمایا کہ میرا بیٹا واپس نہیں آئیگا بلکہ شہید ہوگا۔ شہید روانگی سے قبل بیس پچیس گھروں میں گئے۔ اور آخری ملاقات کی۔ گیارہ بجے شب جاں نثاروں کا یہ قافلہ شورکوٹ ٹرانسپورٹ کمپنی کے ذریعے شورکوٹ شہر سے جھنگ روانہ ہوا۔ اڈہ لاریاں پر انہیں "یا علی" کے فلک شگاف نعروں سے روانہ کیا گیا اور جھنگ پہنچکر یہ قافلہ بذریعہ ریل کار ۸۰/۷/۳ کو راولپنڈی روانہ ہوا۔ راستے میں شہید بار بار اپنی شہادت کی خبر دیتے رہے۔ لیکن ساتھیوں نے اس پیش گوئی کو کوئی اہمیت نہ دی۔ اسلام آباد پہنچکر رات امامبارگاہ میں بسر کی گئی صبح ۸۰/۷/۴ کو شہید جلسہ گاہ

میں پہنچکر ماتمی حلقوں میں شریک رہے۔ ۴، ۵ جولائی کی درمیانی رات پنڈال میں ہی گزاری۔ رات ۲ بجے جب آئی ایس او نے اعلان کیا کہ گورنمنٹ پنڈال پر قبضہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اس لئے تمام مومنین پنڈال میں پہنچ جائیں۔ تو شہید جلسہ گاہ میں بکھر گئے اور جاگ کر ہر طرف پھرتے رہے۔ نعرہ ہائے حیدری سے دوسرے مومنین کو جگاتے رہے۔ ۵ رجولائی کا آفتاب طلوع ہوا تو شہید نے خواہش ظاہر کی کہ راولپنڈی میں مقیم اپنے عزیزوں (از دار منظور حسین صاحب کے پدر نسبتی حاجی عبدالرحیم صاحب) کے ہاں جاکر غسل کر لیا جائے۔ اور صاف لباس پہن لیا جائے۔ برادر بزرگ منظور حسین صاحب نے کہا کہ لوگ شہیدوں کا لباس لوٹ بھی لیا کرتے ہیں اس لئے یہی لباس مناسب ہے تو شہید نے جواب دیا کہ میری یہ خواہش ہے کہ صاف ستھرے لباس میں شہادت پاؤں تاکہ لاش پر آنے والے ناظرین یہ نہ کہیں کہ کوئی بوسیدہ لباس والا فقیر محوِ خواب ہے۔ لیکن راولپنڈی جانا ممکن نہ ہوا۔ شہید ۵ جولائی کو علماء و مقررین کی تقاریر

سنتے رہے اور سہ پہر تک مختلف ماتمی حلقوں میں ماتم کرتے رہے ۴ بجے شام برادر بزرگ نے پوچھا کہ کھانا کھا لیا ہے؟ تو اثبات میں جواب دیا۔ پھر بستی قائم بھروانہ تحصیل شورکوٹ کے مومنین کے سامنے شہید نے وضو فرمایا اور کہا کہ اب شہادت کی لذّت نصیب ہوگی۔ با وضو ہونے کے بعد آئی ایس او کے کفن پوش نوجوانوں کے ہمراہ سڑک پر کھڑے ہو کر قائدِ ملّت کا انتظار کرنے لگے (جو گورنمنٹ سے مذاکرات کرنے گئے ہوئے تھے اور مطالبہ کی منظوری کے متعلق ہاں یا نہ میں اعلان کرنے واپس آنے ہی والے تھے) پھر شہید نے برادر بزرگ سے کہا کہ بھائی جان آئیے، ذرا آئی ایس او کی بٹالین کا معائنہ کریں۔ پھر کفن پوش نوجوانوں کا جذبۂ شہادت دیکھ کر شہید زار و قطار رونے لگے۔ اور برادر بزرگ بھی ساتھ رو رہے تھے۔ شہید نے فرمایا کہ ملّتِ جعفریہ کے یہ مایۂ ناز طلباء شہدائے کربلا کے نقشِ قدم پر چل کر موت کے کس قدر متمنی ہیں۔ پھر نوجوانوں کو مسکرا کر گولیاں کھانے کا مشورہ دیتے رہے

اور اوّل تا آخر آئی ایس او کے اراکین سے شہادت کے متعلق گفتگو کرتے رہے۔ اتنے میں نعروں کی گونج میں قائدِ ملت تشریف لے آئے۔ سٹیج پر آکر انہوں نے صورت حال کی وضاحت کی اور مومنین کو مرکزی سیکرٹریٹ کی طرف پرامن رہتے ہوئے نظم وضبط کے ساتھ مارچ کرنے کی ہدائت کی۔ تمام مومنین اپنے اپنے علاقائی یا مقامی قائد کے پیچھے قائدِ ملت کے حکم پر سڑک پر آنے شروع ہو گئے احقیر مؤلف بھی اپنے بتّیس مومنین کے قافلہ کو لئے سڑک پر شریکِ جلوس ہوگیا، علمائے کرام اور آئی ایس او کے کفن پوش نوجوانوں نے جلوس کی قیادت کی۔ اس وقت شہید سے برادر بزرگ نے کہا کہ مجھ سے جدا نہ ہونا تاکہ دونوں میں سے کوئی بھی شہید ہو جائے تو دوسرا شہادت پانے والے کو سنبھال سکے۔ اتنے میں بائیں طرف سے تقریباً سو گز کے فاصلے سے پولیس نے جلوس کے روانہ ہوتے ہی فائرنگ اور شیلنگ شروع کر دی۔ جس پر مومنین علیؑ علیؑ کرتے ہوئے پولیس پر ٹوٹ پڑے۔ شہید بھی حملہ آور مومنین کے پیچھے دوڑے

تو شہید کو ساتھ رہنے کا وعدہ. برادر بزرگ نے یاد دلایا تو شہید بولے ۔ بھائی جان! آپ علیؑ علیؑ کریں ۔ اب موت ہماری منتظر ہے ۔ ہم سڑک پر قائدِ کے حکم کے مطابق گولیاں کھائیں گے پھر شہید نے جوش میں آکر حسینیت زندہ باد، یزیدیت مردہ باد، المدد المدد یا علیؑ یا علیؑ، باوفا باوفا یا عباسؑ یا عباسؑ، المظلوم المظلوم یا حسینؑ یا حسینؑ کے نعرے لگانے شروع کر دیئے ۔ شہید اس قدر اچھل اچھل کر نعرے لگا رہے تھے کہ برادر بزرگ کو خدشہ ہوا کہ ان کی دماغ کی نس پھٹ جائے گی ۔ یا سانس پھول جائے گا انہوں نے شہید کو ذرا توقف کرنے کا مشورہ دیا لیکن شہید نے مذہبی جوش میں اِس مشورہ کو کوئی اہمیت نہ دی ۔ آخر برادر بزرگ نے آگے بڑھ کر شہید کے منہ پر ہاتھ رکھا اور خود نعرے لگانے لگے تو مومنین جواب دینے لگے ۔ حسینیت زندہ باد اصحاب حسینؑ زندہ باد، خواہرانِ حسینؑ زندہ باد، شہدائے کربلا زندہ باد ۔ چند منٹوں کے بعد شاد شہید پھر نعرے لگانے لگے ۔ جونہی وہ

شہادت گاہ کے قریب پہنچے تو برادر بزرگ ان سے غافل ہو گئے
قریبی چوک سے پولیس کی شیلنگ سے ایک نوجوان گر پڑا۔
برادرِ بزرگ نے پولیس کی طرف بڑھ کر سینہ کھولتے ہوئے سیدالشہدا
کے نام کا نعرہ لگایا کہ ہمیں گولیاں مارو۔ لیکن کوئی فائر نہ ہوا۔ اس
کے بعد انہوں نے اپنے دائیں طرف دیکھا تو ایک نوجوان زمین پر
گرا ہوا تھا۔ قریب جا کر پہچانا تو شاد شہید زمین پر گرے ہوئے
تھے۔ مظاہرین سڑک کے بائیں طرف برساتی نالے کو عبور کر کے
درختوں کے نیچے سے گزر کر جلوس سے دوڑ دوڑ کر مل رہے
تھے۔ برادرِ بزرگ بھائی کی لاش کے قریب گئے۔ حضرت سیدالشہدا
علیہ السلام کا میدانِ کربلا میں لاشیں اٹھانا یاد کیا اور لاش اٹھانے
کا ارادہ کیا۔ انہوں نے اپنے بھائی (شہید) کا جسم ایسی حالت
میں دیکھا کہ سر کا بایاں حصہ تمام پھٹا ہوا تھا اور مغز سڑک پر منتشر
ہو چکا تھا۔ خون سے سڑک رنگین ہو رہی تھی سر کی کھوپڑی کی ایک
ہڈی دو گز کے فاصلہ پر الگ پڑی تھی۔ برادرِ بزرگ نے ہڈی

اُٹھا کر جیب میں ڈالی۔ نوجوان بھائی کے کمر اور سینے کو اپنے بازوؤں
میں لیکر برساتی نالے کی طرف بڑھے (تاکہ منظاہرین سے ایک
طرف ہو جائیں) تو شہید کے پاؤں اور پنڈلیاں زمین بوس ہو
رہی تھیں۔ شہید کا جسم خشک صاف ستھرے نالے میں رکھ کر
اوپر اپنے جسم سے سایہ کر لیا۔ لوگ اِن کے پاس سے نالہ عبور کرتے رہے
اِس کے بعد آئی۔ ایس۔ او کے ایک نوجوان اور جھنگ کے ایک مومن
نے برادر بزرگ منظور حسین صاحب کی مدد کی۔ تینوں نے مل کر
شہید کے جسم کو ہاتھوں پر اٹھالیا اور قریبی ہسپتال کی طرف بڑھے
ایک ویگن کے ذریعے ہسپتال پہنچ گئے۔ جہاں شہید نے ۶ بجے
شام مسکرا کر دم توڑ دیا۔ مقامی ڈاکٹر نے زخمی کی مرہم پٹی کی بجائے
فوراً پولیس کو اطلاع دینے کی طرف توجہ کی۔ لیکن حاملینِ پیکرِ شہید
نے اِس کی یہ کوشش ناکام بنا دی اور پیکرِ شہید فوراً لیکر
امام بارگاہ پہنچ گئے۔ اِس کے بعد شہید کو غسل و کفن دیا گیا
اور قائدِ ملت کے حکم پر پیکرِ شہید مرکزی سیکرٹریٹ پہنچایا گیا۔

۶،۵ جولائی ۱۹۸۰ء کی درمیانی رات کو ۲/۱-۲ بجے شب قائدِ ملت مفتی جعفر حسین صاحب نے شہید کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں لاکھوں مومنین شریک ہوئے۔ نماز جنازہ میں اتنا شاندار اجتماع (جہاد کو آئے ہوئے مومنین) تو سربراہان مملکت کو بھی نصیب نہیں ہوتا۔ اِس اجتماع میں سینکڑوں علماء و متقین شامل تھے۔ خدا شہید کے درجات عالیہ کو مزید رفیع فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں ممتاز مقام عطا کرے۔ آمین

نماز جنازہ کے بعد مومنین نے فاتحہ خوانی کی۔ اور شہید کے رُوئے مبارک کی زیارت کی گئی۔ اس کے بعد پیکر شہید کو دوبارہ امام بارہ گاہ لیجایا گیا۔ اِس موقعہ پر بہت سے ملکی اور غیر ملکی نمائندوں نے شہید کی زیارت کی۔ جن میں بی بی سی کا نمائندہ بھی شامل تھا۔ حکومت نے ایمبولنس کا اہتمام کیا اور شہید کو ایئرپورٹ پہنچا دیا گیا۔ سرکاری ہیلی کاپٹر کے ذریعے ۳۰-۳ بجے صبح روانگی ہوئی اور ۶، جولائی ۱۹۸۰ء کو صبح ۷ بجے ہیلی کاپٹر شورکوٹ ایئرپورٹ

پر اترا۔ وہاں ڈپٹی کمشنر جھنگ پہلے سے ہی موجود تھے۔ شورکوٹ روڈ سے شہید کو بذریعہ ایمبولنس شورکوٹ شہر لایا گیا اور شہید کے رہائشی مکان کے نزدیک امام بارگاہ الحاج فقیر غلام الیین مرحوم میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ ہزاروں شیعہ سنّی برادران نے نماز جنازہ میں شرکت فرمائی اور اتحاد بین المسلمین کا شاندار مظاہرہ کیا۔ شہر کی مستورات اور مرد شہید کی زیارت کر کے زار و قطار رو رہے تھے، ڈپٹی کمشنر، اسسٹنٹ کمشنر، سپرنٹنڈنٹ پولیس اور مقامی ایس ایچ او شہید کی تدفین تک موقعہ پر موجود رہے۔ شہر میں مناسب مقامات پر پولیس کی بھاری جمعیت متعین تھی۔ اِس موقعہ پر انتظامیہ کا رویّہ ہمدردانہ تھا۔ ایس۔ ایچ۔ او نے تو انتظام اور سوگواران شہید سے تعاون کے سلسلے میں قابل تحسین کردار ادا کیا۔

شہید کو انجمن غلامانِ شریکتہ الحسین شورکوٹ کے امام بارگاہ کربلا واقع پرانا اڈہ لاریاں میں زیرِ علمِ حضرت عباس علیہ السلام

سپردِ خاک کیا گیا ؎

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

اِس کے بعد مختلف دینی تنظیموں اور ماتمی حلقوں نے شہید کی قبر پر چادریں چڑھائیں اور یہ سلسلہ تا ابد جاری رہے گا۔ سب سے پہلی چادر انجمنِ ماتمیان صدائے حسین ہائے حسین جھنگ صدر نے چڑھانے کی سعادت حاصل کی۔ ملک کے گوشے گوشے سے شہید کی قبر پر لاکھوں افراد فاتحہ خوانی کو آ رہے ہیں۔ اور آتے رہیں گے۔

۱۱ر جولائی ۱۹۸۰ء کو قائدِ ملّت جناب مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ سپریم کونسل اور مشاورتی کونسل کے بعض اراکین جناب علامہ صفدر حسین صاحب نجفی، علامہ محمد حسین صاحب ڈھکو، جناب علامہ ملک اعجاز حسین صاحب، جناب سید اختر حسین صاحب شائق انبالوی، جناب سید شبیر حسین صاحب ایڈووکیٹ سیکرٹری مرکزی تحریکِ نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان، جناب سید امداد حسین ہمدانی صاحب ایڈووکیٹ، جناب غلام شبیر خان صاحب اور اراکین

آئی ایس او کے ہمراہ شہید کی قبر پر شور کوٹ پہنچے۔ ارکان وفد نے قبر پر پھولوں کی چادر چڑھائی اور فاتحہ خوانی کی۔ پھر ۲۲ اگست کو ملک بھر میں شہید کا چہلم منانے کا حکم دیا۔

مولف اپنی زندہ و غیور ملتِ جعفریہ سے دردمندانہ اپیل کرتا ہے کہ ملک بھر میں شہید کی برسی ۵ جولائی اور چہلم ۲۲ اگست کو ہر سال منانے کا عہد کیا جائے۔

ع شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے

یہ پمفلٹ تمام دینی تنظیمیں اور مخیر حضرات کثیر تعداد میں شائع کروا کر ملک بھر میں مفت تقسیم کریں۔ اپنے اپنے علاقوں اور شہروں میں شہید کے نام پر لائبریریاں اور رفاہی ادارے قائم کئے جائیں۔ سڑکوں، بازاروں، محلوں اور آبادیوں کا ان کے نام پر نام رکھا جائے۔

شہید نے قوم کو زندگی عطا کی اور قوم کا فرض ہے کہ وہ شہید کا نام زندہ و پائندہ رکھنے کا عہد کرے۔ خدا سے دعا ہے

کہ وہ ملّتِ جعفریہ کے ہر فرد کو علوم و سیرتِ محمد و آلِ محمد علیہم السلام سے کماحقہ، فیض یاب ہونے کا عملی جذبہ عطا فرمائے۔ آمین

اِس پمفلٹ کے آخر میں مؤلّف کی ایک اور نظم شریک اشاعت کی جارہی ہے۔ جس میں عالی مرتبت، فخرِ ملّتِ جعفریہ جناب محمد حسین شاد شہید رحمت اللہ علیہ کی خدمت میں خراجِ تحسین پیش کیا گیا ہے۔ یہ نظم ملک وال میں شہید کی تقریبِ جہلم میں پیش کی گئی تھی۔

جناب محمد حسین شاد شہید علیہ الرحمۃ کی خدمت میں

○

اے شہیدِ دینِ حق! اے شاد تجھ پہ آفریں
تیری شوکت نے جھکا دی جورِ باطل کی جبیں

تو یکے از خادمانِ میثمؓ عالی وقار
بوستانِ دیں کی رونق، گلشنِ حق کی بہار !

تا قیامت دہر میں تیرا درخشاں نام ہے
حامیٔ دینِ متیں، تو ناصرِ اسلام ہے

تو خجستہ گام، میدانِ شہادت کا جری
گامزن کھولے ہوئے سینہ، زباں پر یا علیؑ

قافلے کو اپنے نعروں سے تو گرماتا ہُوا
جادہ پیما موت کی وادی میں اِتراتا ہُوا

تیرے استقبال کو آئے ہیں قدسی صف بہ صف
مسکراتا بابِ جنت کی طرف بڑھ، لَاتَخَف

قوم نازاں ہے تیرے شوقِ شہادت پہ اے شادؔ
تیرے احساں، تیری قربانی کو ہم رکھیں گے یاد

قلبِ مضطر، اشکبار آنکھوں کا یہ پیغام ہے
نام ہی تیرا ولائے مرتضیٰؑ کا جام ہے

شاد باد اے شاؔد! تو ہے شادکام و کامیاب!
تیرے مدفن پر سدا برسے گا رحمت کا سحاب

تیرے حامی روزِ محشر احمدؐ و آلِ رسولؐ!
اظہؔرِ مضطر کے گلہائے عقیدت ہوں قبول

maablib.org

اپیل

انجمن حسینیہ (رجسٹرڈ) ملک وال ضلع گجرات کو جامع مسجد حسینیہ اور امام بارگاہ باب العمران کی تعمیراتی ضروریات اور تبلیغ واشاعت دین کے لئے لاکھوں روپے مطلوب ہیں۔

انجمن رجسٹرڈ ہے اور اس کا حساب زیر اکاؤنٹ نمبر ۱۲۷۳ حبیب بنک لمیٹڈ ملک وال (گجرات) میں عرصہ دراز سے کھولا جاچکا ہے۔ قارئین کرام اور مخیر حضرات سے انجمن کی مالی امداد کی دردمندانہ اپیل کی جاتی ہے۔

ترسیل زر کے پتے۔(۱) اکاؤنٹ نمبر ۱۲۷۳ حبیب بنک لمیٹڈ ملک وال (گجرات)

یا

(۲) محمد شریف ٹھیکدار صدر انجمن حسینیہ (رجسٹرڈ) ملک وال (گجرات)

منجانب: جنرل سیکرٹری
انجمن حسینیہ (رجسٹرڈ) ملک وال ضلع گجرات

(ستمبر ۱۹۸۰ء)

پروفیسر سید اظہر حسین کاظمی ایم اے (مؤلف کتابچہ ہذا)
جنرل سیکرٹری انجمن حسینیہ (رجسٹرڈ)
ملک وال ضلع گجرات